حضرت مولانا امین الحق صاحب مدظلہ، خطیب شیخوپورہ

نبوّت کی حقیقت اور اسکی عظمت

قسط ۲

انبیاءؑ شرک اور کفر کی تہ بتہ تاریکیوں میں توحید اور عبودیت کی شمع فروزاں بنکر چمکتے ہیں۔ مخلوقِ خدا کی بے لاگ ہمدردی اور خدا کی مخلوق کو خالق کی پیغام رسانی ان کی پاکیزہ اور بلند زندگی ہے۔ بغض اور محبت کے طوفان خیز جذبات کے بحرنا اعتدال میں صبر اور سکون کو برقرار رکھنا انبیاء کی تاریخ کا پہلا صفحہ ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انبیاءؑ نے اپنی قوموں کو پہلے خطاب میں جس عظیم منصب اور اس کے مناسب ذمہ داری کا اظہار فرمایا ہے۔ یہی نبوّت کی حقیقت ہے۔ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو توحید اور تقوٰی کی طرف بلایا اور دنیا اور آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔ مگر قوم نے کوئی بات نہیں سنی اور الٹا آپ کو مجنون وغیرہ سے یاد کیا۔ قوم کی ناشائستگی کے جواب میں حضرت نوحؑ نے فرمایا۔ (میں جہاں کے پروردگار کا بھیجا ہُوا ہوں۔ اپنے رب کے پیغام تم کو پہنچاتا ہوں اور تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔) حضرت هودؑ نے اپنی قوم کے بیہودہ الزامات کے جواب میں فرمایا۔ (اے میری قوم میں کچھ بے عقلی نہیں ہوں لیکن پروردگار کا بھیجا ہُوا ہوں۔ اپنے رب کے پیغام تم کو پہنچاتا ہوں۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور میری امانت اور دیانت پہلے سے اطمینان کے لائق ہے۔ میری کوئی بات بے عقلی کی نہیں ہے۔ بلکہ مجھے خدا کیطرف سے رسالت کا منصب تفویض ہوا۔ اس کا حق ادا کر رہا ہوں۔) انبیاء کے خطیب حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو نصیحت کے جواب میں قوم کا متشددانہ جواب سنکر فرمایا۔ (اے میری قوم میں تم کو اپنے رب کے پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کر چکا۔ اب کیا افسوس کروں کافروں پر۔) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم سے اپنے خطاب میں ارشاد

فرمایا (اے رسول پہنچا دے جو تجھ پر اترا تیرے رب کیطرف سے اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا، تو اس کا پیغام تو نے کچھ نہیں پہنچایا۔)

بفرض محال خدا کے پیغامبر ہونے کی حیثیت سے اگر آپ نے کسی ایک چیز کی تبلیغ میں بھی کوتاہی کی تو یہ سمجھا جائے گا۔ کہ آپ نے اللہ کی رسالت کا حق کچھ بھی ادا نہیں کیا۔ رسول اللہ صلعم کی تمام تر کوششوں اور قربانیوں کا واحد مقصد یہ تھا۔ کہ آپ خدا کے سامنے فرض رسالت کی انجام دہی میں اعلیٰ سے اعلیٰ کامیابی حاصل فرمائیں اور رسول اللہ صلعم نے جس بے نظیر اولی العزمی جانفشانی اور صبر و استقلال سے تبلیغ رسالت کا فرض ادا کیا وہ اسکی واضح دلیل تھی۔ کہ آپ کو دنیا میں ہر چیز سے بڑھ کر اپنے فرض منصبی رسالت اور بلاغ کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کے اس قومی احساس کو ملحوظ رکھتے ہوئے وظیفہ تبلیغ میں مزید استحکام اور تثبت کی تاکید کے موقع پر مؤثر ترین عنوان یہی ہو سکتا تھا جو قرآن شریف نے اختیار فرمایا۔

غرض یہ کہ رسالت اور نبوت اللہ کے پیغامات اور دوسروں تک ان کے پہنچانے کا نام ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ کا یہ بیان مذکور ہے۔ رسول اللہ صلعم کے تشریف لے جانے کے بعد ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا آؤ کہ جسطرح رسول اللہ صلعم ام ایمنؓ کی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تھے ہم بھی ان کی ملاقات کے لئے چلیں۔ جب یہ دونوں حضرات ان کے گھر پہنچے تو ان کو دیکھ کر ام ایمنؓ بے ساختہ رو تی ہیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے استفسار کے جواب میں کہا رونا تو اس پر ہے کہ اب آسمان سے وحی کی آمد کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔) حضرت ام ایمنؓ کی مراد یہ ہے۔ کہ اللہ کی وحی اللہ کی نبوت ہے۔ اور اب نبوت نہیں ہے۔ تو وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔ اور یہی صحابہ کرامؓ کا اجماعی عقیدہ تھا۔ کہ اب کسی قسم کی نبوۃ باقی نہیں ہے۔ اس لئے اب خدا کی وحی نہیں آئے گی۔

شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ الیواقیت والجواہر صفحہ ۳۷/۲ پر لکھتے ہیں۔ (شیخ ابن عربیؒ نے فرمایا نبی کی حقیقت یہ ہے۔ کہ اس کو اللہ تعالیٰ ایسے امر کی وحی کرتا ہے کہ وہ صرف اس کے لئے شریعت ہے۔ اور رسول کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایسے امر کی وحی کرتا ہے، کہ وہ امر اسکی طرح دوسروں کے لئے بھی شریعت ہے۔ ابن عربیؒ فرماتے ہیں جبریل امینؑ نبی کے سوا کسی کے دل پر بھی کبھی وحی نہیں اتارتا اور نبیؑ کے سوا ایک جملہ کی بھی غیر نبی کو وحی نہیں کرتا اسلئے کہ نبوت اور رسالت کے انقطاع کے بعد اللہ کی وحی اور امر کی آمد بند کر دی گئی ہے۔)

خلاصہ یہ ہے کہ نبیؑ اللہ کے پیغامات کو اللہ کی وحی میں لیتا ہے۔ اور اپنی قوم کو اللہ کے پیغامات پہنچاتا ہے۔ اور یہ اسکی شریعت ہے۔ قوم کی تمام درشتیوں اور لغو گوئیوں کو برداشت کرتا ہے۔ اور کسی وقت بھی مایوس نہیں ہوتا۔ پیغمبرانہ وظائف میں کوتاہی نہیں کرتا اور اس عظیم منصب کے مناسب خدمات سے کسی دوسری طرف توجہ نہیں کرتا ہے۔ نبیؑ کا ایک مقررہ کام ہے جسکو اللہ کی مشیت کے تحت انجام دیتا ہے۔ نبیؑ کا ماحول خواہ اس کا مخالف ہو یا اس کے موافق نبیؑ اس کا اثر نہیں لیتا۔ حق تعالیٰ نبیؑ کی پوری نگرانی رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ انبیاءؑ کی عصمت کا تکفل کرتا ہے۔ اس لئے چالاک شریروں کی فریب بازیوں سے کچھ بھی قریب نہیں ہوتے۔ انبیاءؑ میں تقویٰ کی فطری قوت مضبوط اور ناقابل تزلزل ہوتی ہے۔ انبیاءؑ کے پایۂ استقامت میں کسی وقت بھی فرق نہیں آتا۔ انبیاءؑ کی پوری توجہ صرف اللہ کی مشیت اور مخلوقِ خدا کی ہدایت پر ہوتی ہے۔ انبیاءؑ کی دعوت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے سوا قطعاً کوئی دوسری دعوت نہیں ہوتی ہے۔ انبیاءؑ کی تاریخ اور سیرت جاننے والے پورے یقین اور وثوق کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کا پورا مطمع نظر رب کے رسالات کی تبلیغ کے سوا کسی کی خدمتگزاری اور رضا جوئی ہے۔ تو وہ اللہ کا نبی نہیں ہے۔ بلکہ وہ جسکی خدمت کرتا ہے۔ اور جسکی رضا اور خوشنودی چاہتا ہے۔ اس کا ساختہ اور دکھایا ہوا پودہ ہے۔ اور جس نے نبوۃ اور خدا کی وحی کا دعویٰ کیا۔ اور تشریع کا انکار کرتا ہے تو یہ فریب اور بنایا ہوا غیر شرعی مسودہ ہے۔ جیساکہ پنجاب کا متنبی نبوت اور وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر کھلے الفاظ میں تشریع کا انکار کرتا ہے۔ اگرچہ اس کو اپنی وحی میں امر اور نہی کی تشریع کا بھی دعویٰ ہے۔ اور سرکار انگریزی کی خدمات پر فخر کرتا ہے۔ چنانچہ ستارۂ قیصرہ میں لکھتے ہیں۔ (اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعاگو رہے) واقعی ہم مسلمانوں کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ جس متنبی کا یہ حال ہے۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کی اطاعت میں مذکورہ سرگرمی رکھتا ہے۔ اور تمام عمر اس کا شکر گزار اور دعاگو رہا ہے۔ اس کو یقیناً اللہ کی نبوت اور اللہ کے انبیاءؑ کے پیغمبرانہ منصب اور نبوت کے وظائف سے دور اور قریب کا کچھ بھی تعلق اور جوڑ نہیں ہے ــــــ ..

(باقی آئندہ)